حالاتِ مصنف

از: محمد عبدالماجد قادری حیدرآبادی

نام ونسب:

عبدالرحمٰن بن کمال ابو بکر بن محمد بن سابق الدین بن فخر عثمان بن ناظر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین ابو صلاح ایوب بن ناصر الدین محمد ابن شیخ ہمام الدین خضیری اسیوطی۔

کنیت: ابوالفضل، ابن الکتب۔ **لقب:** جلال الدین۔

مذہب: شافعی۔

جائے ولادت: اسیوط (یہ مصر کے صعید نامی علاقے کا ایک شہر ہے، اسی کی مناسبت سے آپ کو سیوطی کہا جاتا ہے)۔

ولادت:

آپ اپنی ولادت کے سلسلے میں خود فرماتے ہیں:

كان مولدي بعد المغرب ليلة الأحد مستهل رجب سنة تسع وأربعين وثمان مائة[1].

میری ولادت ماہ رجب کے آغاز میں ۸۴۹ھ ہفتہ کے دن مغرب کے بعد ہوئی۔

(1) حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة للسيوطي، جزء:١، ص:٣٣٦.

نشوونما:

آپ اپنے والد گرامی کے زیر سایہ دینی و علمی ماحول میں پروان چڑھے، اس ماحول نے آپ کی شخصیت کو سنوارنے میں غیر معمولی کردار ادا کیا، آپ کے والد گرامی آپ کو بچپن ہی سے دینی و علمی حلقوں اور جلسوں میں لے جاتے، جس کا اثر یہ ہوا کہ آپ بچپن ہی سے علوم اسلامیہ کی جانب مائل ہو گئے۔

تعلیم:

آپ کی زندگی کا علمی سفر ۸۶۴ھ سے شروع ہوتا ہے، آپ ایک دین دار، باعزت اور ملت شناس گھرانے سے تھے، ذہانت و ذکاوت اور فہم و فراست جیسی عظیم خوبیوں کے جامع اور حفظ و ضبط کی صلاحیت سے آراستہ تھے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے نو عمری ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا، آپ اپنی تعلیم کے متعلق خود فرماتے ہیں: "میری علمی نشوونما یتیمی کی حالت میں ہوئی، میں نے آٹھ سال کی کم عمر ہی میں قرآن مجید کو حفظ کر لیا، پھر عمدہ، منہاج الفقہ والاصول اور الفیہ ابن مالک جیسی کتابوں کو بھی یاد کر لیا"۔

یتیمی اور عسرت کے باوجود آپ کامل توجہ اور خلوص و للٰہیت کے ساتھ طلب علم میں مشغول رہے، اس درمیان آپ نے عظیم مصائب و آلام کا سامنا بھی کیا، لیکن پائے ثبات میں لغزش تک نہیں آئی، آپ کے اساتذہ آپ کی ذہانت وذکاوت، فہم وفراست اور ضبط علم کو دیکھ کر ششدر رہ جاتے، وہ آپ کی علمی بلندی کے معترف تھے، آپ کی رائے پر آنکھ بند کرکے بھروسہ کرتے۔

شیوخ:

آپ نے ان شیوخ و اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا جو علم و فضل کے مینار اور حکمت و معرفت کے سر چشمہ تھے، چناں چہ آپ نے علم فقہ و نحو کو کثیر مشائخ کرام سے حاصل کیا، اور علم فرائض کی تحصیل، ماہر علم فرائض شیخ شہاب الدین شار مساحی سے کی، پھر شیخ الاسلام بلقینی سے ان کی حیات تک علم فقہ حاصل کیا، ان کے بعد ان کے صاحب زادے شیخ علم الدین بلقینی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، پھر علامہ محی الدین کافیاجی کی خدمت میں ۱۴/سال تک رہ کر زیور علم سے آراستہ ہوئے، ان سے آپ نے علم تفسیر، اصول، علوم عربیہ اور معانی کی تعلیم حاصل کی اور سند واجازت سے بھی نوازے گئے، حدیث کا علم آپ نے تقی الدین شمنی سے حاصل کیا۔

تلامذہ:

آپ نے اپنی زندگی کا طویل حصہ درس وتدریس اور تعلیم و تربیت میں گزارا، آپ کی بافیض درس گاہ، علمی تشنگی بجھانے والوں کے لیے مرکز و منبع بنی ہوئی تھی، بے شمار طالبان علوم نبوت نے آپ کے علم و فضل اور حکمت و معرفت کے سمندر میں غوطہ لگایا اور اپنے وقت کے آفتاب بن کر چمکے، محدث حافظ شمس الدین محمد بن علی بن احمد بن داؤد مصری شافعی آپ ہی کی بارگاہ کے فیض یافتہ ہیں۔

علمی مقام:

یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ انسان کی محنت کبھی رائگاں نہیں جاتی ہے، اس کی جیتی جاگتی تصویر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ ہے، آپ نے طلب علم کی راہ میں پیش آنے والی ہر مشقت کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کیا، جس کا بہتر صلہ آپ کو یہ ملا کہ اللہ رب العزت نے آپ کو علم و فضل میں یکتائے روزگار بنا دیا، آپ کی بلند پایہ شخصیت کا اعتراف عالم اسلام کے بڑے بڑے علمائے کرام نے کیا ہے، آپ کی کتابوں کو سند و حوالہ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، آپ اپنے علمی مقام کے متعلق خود فرماتے ہیں: "اللہ رب العزت نے مجھے سات علوم میں تبحر عطا کیا ہے، وہ سات علوم یہ ہیں: (۱) تفسیر، (۲) حدیث، (۳) فقہ، (۴) نحو، (۵) معانی، (۶) بیان (۷) اور بدیع"۔

مزید فرماتے ہیں: "نیز مجھے ان علوم میں جو رسوخ و مرتبہ ملا ہے وہ میرے مشائخ میں کسی کو نہیں ملا ہے، البتہ علم فقہ کے بارے میں میرا دعویٰ نہیں؛ کیوں کہ میرے شیخ اس میں مجھ سے زیادہ وسیع النظر تھے"۔

مذکورہ علوم کے علاوہ، اصول فقہ، علم جدل، تعریف، انشا، فرائض، علم قراءت اور علم طب وغیرہ کو آپ نے کسی استاد کے پاس نہیں پڑھا۔

مزید فرماتے ہیں: "اگر میں چاہوں کہ ہر ایک مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھوں اور اس میں مسئلہ کے انواع متفرقہ کو ادلۂ عقلیہ و نقلیہ و قیاسیہ اور ماخذ و مصادر و اعتراض و جواب اور مذاہب کے مابین اختلاف کے ساتھ لکھوں تو اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے میں اس پر بھی قدرت رکھتا ہوں"۔

تدریس:

زیور علم و فضل سے آراستہ ہونے کے دوران ہی ۸٦٦ھ میں آپ کو عربی علوم کی تدریس کی اجازت ملی اور اسی سال سے آپ نے تصنیف و تالیف کا بھی آغاز فرمایا۔

افتا:

آپ نے ۸۷۱ھ سے افتا کا کام شروع کیا اور ۸۷۲ھ سے املاء حدیث کی سعادت بھی حاصل ہو گئی۔

تجدیدی کارنامہ:

آپ نویں صدی ہجری کے مجدد ہیں، اللہ رب العزت کے خاص فضل سے آپ کو متعدد علوم و فنون میں دسترس حاصل تھی؛ اس لیے آپ نے اپنی تمام تر توجہ تصنیف و تالیف میں لگائی، جس کے سبب متعدد علوم و فنون بلکہ بیشتر فنون میں کتابیں معرض وجود میں آئیں، یہی آپ کی زندگی کا سب سے اہم کارنامہ ہے۔

"التنبئة بمن يبعثه الله علىٰ رأس كل مائة" میں آپ لکھتے ہیں: "جس طرح امام غزالی کو اپنے مجدد ہونے کا خیال تھا اسی طرح مجھے بھی امید ہے کہ میں بھی نویں صدی ہجری کا مجدد ہوں گا؛ کیوں کہ میں علم و فضل کے اعتبار سے بے مثال ہوں، میری تصنیفات سارے عالم میں پہنچ چکی ہیں، ان کمالات میں میرا کوئی شریک نہیں"۔

رشحات قلم:

آپ کو تصنیف و تالیف میں کافی دل چسپی تھی، آپ نے مختلف علوم وفنون میں طبع آزمائی فرمائی، آپ کی کتابوں کی تعداد تقریبا چھ سو ہے۔

آپ کی کچھ معروف تالیفات درج ذیل ہیں:

فن تفسیر وقراءت:

(١) مراصد المطالع في تناسب المقاطع والمطالع، (٢) مجمع البحرين و مطلع البدرين في التفسير، (٣) مفاتيح الغيب في التفسير، (٤) شرح الاستعاذة والبسملة، (٥) الألفية في القراءات العشر، (٦) معترك الأقران في مشترك القرآن.

فن حدیث:

(١) كشف المغطى في شرح المؤطا، (٢) كشف التلبيس عن قلب أهل التدليس، (٣) القول المختار في المأثور من الدعوات والأذكار، (٤) كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة، (٥) الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج، (٦) مرقاة الصعود إلى سنن أبي داود، (٧) التهذيب في الزوائد على التقريب، (٨) النكت البديعات على الموضعات، (٩) شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور (١٠) تخريج أحاديث الصحاح يسمىٰ فلق الصباح.

فن فقہ:

(١) مختصر الروضة يسمى القنية، (٢) الورقات المقدمة (٣) حاشية على القطعة للأسنوي، (٤) جمع الجوامع، (٥) الجامع في الفرائض، (٦) زوائد المهذب على الوافي.

فنون عربیہ:

(١) شرح ألفية ابن مالك، (٢) الفريدة في النحو والتصريف والخط، (٣) المصاعد العلية في القواعد النحوية، (٤) الأخبار المروية في سبب وضع العربية، (٥) الاقتراح في أصول النحو وجدلة، (٦) شرح القصيدة الكافية في التصريف.

فن اصول و بیان و تصوف:

(١) الكوكب الساطع في نظم جمع الجوامع، (٢) شرح أبيات تلخيص المفتاح، (٣) البديعية وشرحها، (٤) المعاني الدقيقة في إدراك الحقيقة، (٥) الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد والنجباء والأبدال، (٦) مختصر الأحياء.

فن تاریخ وادب:

(١) تاريخ الخلفاء، (٢) ياقوت الشماريخ في علم التاريخ، (٣) تحفة الظرفاء بأسماء الخلفاء، (٤) ترجمة النووي، (٥) مختصر معجم البلدان، (٦) تاريخ العمر وهو ذيل على إنباء الغمر، (٧) ترجمة البلقيني.

مختلف موضوعات و مسائل:

(١) فضل الكمال في حكم السلام، (٢) نتيجة الفكر في الجهر بالذكر، (٣) الجواب الحاتم عن سؤال الخاتم، (٤) المصابيح في صلاة التراويح، (٥) فصل الكلام في ذم الكلام، (٦) تقرير الإسناد في تيسير الاجتهاد.

وفات:

علوم و فنون کا یہ آفتاب و ماہتاب پوری دنیائے اسلام میں اپنی روشنی بکھیرتا ہوا، ۱۹/جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ، بروز جمعہ غروب ہو گیا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔

جنازے میں لوگوں کا زبردست ہجوم تھا، آپ نے ۶۳/سال کی عمر مبارک پائی، باب قرافہ کے باہر، خانقاہ قوصون کے جوار میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ سات دنوں تک ہاتھ کے ورم میں مبتلا رہے، یہی آپ کی وفات کا سبب بنا۔

جامع اموی دمشق میں ۸/رجب ۹۱۱ھ میں غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔

ابر رحمت ان کی مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

نوٹ:

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے:

(۱) رسائل امام سیوطی۔

(۲) تذکرۂ مجدّد دین اسلام، از: طلبۂ جامعہ اشرفیہ۔

۲۷/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ
۱۰/اگست ۲۰۱۸ء

محمد عبدالماجد قادری
دارالعلوم فیض رضا، شاہین نگر، حیدرآباد۔